ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

حافظ محمود شیرانی۔۔بطور مدون

HAFIZ MAHMOOD SHERANI AS COMPILER

ڈاکٹر الزبتھ شاد
اسسٹنٹ پروفیسر
کنیئرڈ کالج برائے خواتین،لاہور
E-mail: elizabeth.shad@kinnaird.edu.pk

Abstract

Hafiz Mahmood Sherani is a prominent researcher in the history of Literature. His most famous work is "Punjab mein Urdu" which has brought him the success that he deserves. He has excelled as a researcher. He was the one to jolt the old notions about the origin of Urdu Language. He is a master in reading old manuscript and telling about it's period and it's calligraphic style. His work is worthy.

Keywords: *Urdu Literature, Pakistani Literature, Urdu langue*

تدوین بھی تحقیق و تنقید کی طرح ادب کا اہم شعبہ ہے۔ تحقیقی کاموں کا آغاز تو اُردو ادب میں بہت پہلے ہو چکا تھا۔ لیکن ترتیب و تدوین کے سلسلے میں کاوش بہت کم نظر آتی ہے۔ اُردو ادب میں تدوینِ متن کی باقاعدہ روایت کا آغاز بیسویں صدی سے ہوا۔ آغاز میں جن مرتبین نے متون کی تدوین کا کام سرانجام دیا وہ عربی اور فارسی کے عالم تھے اور قرآن و حدیث کی تدوین کے اُصولوں سے واقف بھی تھے۔ جو اُصول انہوں نے متعین کیے اُن کی روشنی میں ہی اُردو تدوین کی بنیاد پڑی جو سائنسی اُصولوں پر قائم کی گئی۔ اُردو میں تدوینِ متن کی روایت کا آغاز لاہور سے ہوا۔ اورینٹل کالج میں حافظ محمود شیرانی نے سائنسی اُصول و قوانین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے متون کو محفوظ کرنا شروع کیا۔ وہ مخطوط شناسی کے علم میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے تدوین کا آغاز سائنٹیفک اصولوں کی بنیاد پر کیا۔ جس کی بدولت تدوینِ متن کو باقاعدہ سائنس اور ایک علم کا درجہ مل گیا۔

اُردو ادب میں تدوینِ متن کی جس روایت کا آغاز بیسویں صدی کی ابتداء میں ہوا وہ سلسلہ اکیسویں صدی میں بھی جاری ہے۔ متعدد مرتبین نے بہت سے متون کو مرتب کیا ہے۔ جن کا تعلق پاکستان اور ہندوستان کے مختلف مراکز سے ہے۔ ان مراکز کے نمائندہ مدونین میں مولوی عبدالحق، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر عبادت بریلوی، قاضی عبدالودود، رشید حسن خان، امتیاز علی خان عرسی، ڈاکٹر جمیل جالبی، مشفق خواجہ اور ڈاکٹر نورالحسن نقوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حافظ محمود شیرانی

حافظ محمود شیرانی افغانوں کے ایک قبیلے شیرانی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا نام محمود خان اور والد کا نام محمد اسماعیل خان تھا۔ محمود خان 5 اکتوبر 1880 کو ٹونک بھارت میں پیدا ہوئے۔ 1901ء میں انہوں نے اورینٹل کالج سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اور 1904ء میں لندن روانہ ہو گئے۔ 1906ء میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ والد کے انتقال کے بعد اُن کے معاشی حالات پہلے جیسے نہ رہے اُن کے بڑے بھائی مسعود خان نے اُن کو خرچ بھیجنا بند کر دیا۔ وہ وطن واپس آ گئے۔ انہوں نے لوزک اینڈ کمپنی میں ملازمت کی۔ 1922ء میں شیخ عبدالقادر کی وساطت سے اسلامیہ کالج میں لیکچرار لگ گئے۔ 1928ء مین اُن کا تقرر پنجاب یونیورسٹی میں بطور لیکچرار ہوا۔ 1940ء میں وہ آٹھ ماہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

کی رخصت قبل از ریٹائرمنٹ پر چلے گئے۔ انہوں نے اپنی تمام کتابیں سترہ ہزار روپیہ کے عوض پنجاب یونیورسٹی کو دے دیں۔ اور اگست 1941 میں ٹونک (بھارت) روانہ ہو گئے۔ اور وہیں پر 15 فروری 1946 کو اُن کا انتقال ہو گیا۔

ہمارے ہاں درست ادبی تحقیق اور تدوین کا آغاز حافظ محمود شیرانی نے کیا۔ تدوین میں بالخصوص تنقیدِ متن، تحقیق متن اور تاریخِ متن کے شعبوں پر بہترین کام کے نمونے بھی حافظ محمود شیرانی نے پیش کیے۔ اس حوالے سے محمد انصار اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

"اُردو میں قدیم متون کے مطالعہ کے بعد مدلل طور پر قطعی نتائج تک پہنچنے کی جن علماء نے شعوری کوشش کی اور اپنی ساری عمر اس کوشش میں صرف کر دی اُن میں حافظ محمود شیرانی کا نام سرفہرست ہے۔ اُن کی کاوشات اور ان کے طریقہ کار کے مطالعے میں بھی آنے والی نسلوں کی رہبری کا سامان موجود ہے۔"

ایک بہترین مدون کے لیے جو صفات ناگزیر ہیں، وہ تمام شیرانی صاحب میں موجود ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی ادبی، سیاسی، سماجی اور مذہبی تاریخ کا گہرا مطالعہ کر رکھا تھا۔ اُردو زبان کے ارتقاء کے علاوہ عصری اور علاقائی تغیرات پر بھی وہ گہری نظر رکھتے تھے۔ انہیں فارسی زبان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ زبان کے خصائص پر اُن کی گہری نگاہ تھی۔ شاعر یا ادیب کے کلام سے وہ اُس کے عہد کا تعین کر لیتے تھے۔ زبان شناسی میں انہیں جو ملکہ حاصل تھا اُس کی بدولت فارسی کے تمام محققین میں وہ سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔ شاعری سے متعلق فنون کے حوالے سے بھی اُن کی معلومات وسیع تھیں۔ خطاطی بہت اچھی کرتے تھے۔ کاغذ، قلم، روشنائی اور جلد بندی وغیرہ کی شناخت میں بھی اُن کا مشاہدہ کمال کا تھا۔ وہ رسم الخط کے ذریعے زمانے اور عہد کا تعین کر لیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کے رموز اوقاف اور دوسری علامتوں کے بارے میں اُن کا علم بہت وسیع تھا۔ علامتوں کی مدد سے قرآن پاک کے کسی بھی نسخہ کی کتابت کا زمانہ متعین کر سکتے تھے۔

مولوی محمد شفیع صاحب اعتراف کرتے ہیں:

"کثرت معلومات، مدت کی مشق اور ذاتی ذہانت کی وجہ سے ان کو کتاب اور سکے کی بہت اچھی پہچان تھی۔ قلمی نسخے کو ہاتھ میں لے کر چند منٹوں میں وہ اُن کی عمر اور فی الجملہ اہمیت کا اندازہ لگا لیتے تھے۔ خط، کاغذ اور ان کے عہد کا ماہرانہ علم اُن کو حاصل تھا۔"

شیرانی صاحب نے جو علمی کارنامے سرانجام دیئے اُن کا ایک نمایاں حصہ تدوین متن سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں سے چند چیزیں تو تدوین کے مراحل سے گزر کر مکمل نمونوں کی حثیت اختیار کر چکی ہیں جیسے "مجموعہ نغز" اور "خالق باری"، لیکن شیرانی صاحب کا زیادہ تر کام تدوین کے بعض انفرادی شعبوں خصوصاً تحقیقِ متن اور تاریخِ متن سے تعلق رکھتا ہے۔

تدوین کے کام کی باقاعدہ ابتداء شیرانی صاحب نے قیام انگلستان کے زمانہ میں کی تھی۔ جس کتاب کی تدوین کا کام انہوں نے سرانجام دیا اُس کتاب کا نام ہے۔

"An Account of the Rise and Progress of Mahometanisne:

With the life of Mahomet and a vindication of Him and His religion from the calumnies of the Christians."

کتاب کے مصنف کا نام ہنری سٹب (Henry Stubbe) تھا۔ یہ کتاب اسلام کے موضوع پر تحریر کی گئی۔ شیرانی صاحب نے اس کتاب کو مدون کیا اور 1911ء میں لندن سے شائع کیا۔ ان کا دوسرا مشکل کام حکیم قدرت اللہ کے تذکرہ "مجموعہ نغز" کی تدوین ہے۔ یہ تذکرہ پنجاب یونیورسٹی سے 1933ء میں شائع کیا۔ تیسرا تدوینی کام "خالق باری" ہے جو 1944ء میں انجمنِ ترقہ اُردو (ہند) کے اہتمام سے منظر عام پر آیا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

مجموعہ نغز:۔

"مجموعہ نغز" کو حافظ محمود شیرانی نے دو جلدوں میں مرتب کیا۔ یہ پنجاب یونیورسٹی کے توسط سے منظر عام پر آئی۔ کتاب کے آغاز میں ہی "دیباچہ مرتب" کے عنوان سے مخطوطے کا تعارف پیش کروایا گیا۔

"جس مخطوطے پر مطبوعہ متن مبنی ہے وہ مجموعہ کتب مولانا محمد حسین آزاد سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانے کی ملکیت ہے۔ متعدد مقامات پر مولانا آزاد نے اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا نمبر APF 118 اور تقطیع ¼ X8 ¾ X3 ¼ X 6 ¼ 3، تعداد اوراق 397 اور فی صفحہ 17 اسطریں ہیں۔ سیاہ اور سرخ سیاہی استعمال ہوئی اور خط نستعلیق رواں شکستہ مائل ہے۔

اس کے بعد انہوں نے مندرجہ ذیل دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ جو نسخہ انہوں نے منتخب کیا ہے وہ مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے اس بات کا اُن کے پاس کوئی تحریر ثبوت نہیں تھا لیکن انہوں نے وہ آثارہ علامات درج کیے ہیں جو تحریر اور مصنف کا تعلق واضح کرتے ہیں۔

1۔ مختلف مقامات پر ایسے جملے نظر آتے ہیں جو کاٹ کر نئے سرے سے تحریر کیے گئے ہیں جملے اصلاح شدہ شکل میں ہی موجود ہیں۔

2۔ نظر ثانی کرتے وقت مصنف نے حاشیوں میں اضافے کیے ہیں۔

3۔ کئی مقامات پر عین متن میں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔

4۔ اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہت سارے اشعار لکھ کر کاٹ دیے گئے ہیں۔

5۔ جن شعراء کے نام یا حالات سے مصنف واقف نہیں اُن کا ذکر اصل کتاب سے کارج کر کے اُسے تکملہ میں شامل کیا ہے۔

حافظ محمود شیرانی رقمطراز ہیں:۔

"راقم نے ان شواہد کی بناء پر رائے قائم کرلی کہ یہ نسخہ مصنفِ کتاب کا اصل مسودہ ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس شہادت کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے۔"

جس نسخے کو انہوں نے استعمال کیا وہ کافی خستہ حالت میں تھا اور اس میں نقاد کا التزام نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس لیے اُس کی نقل لینا ایک مشکل کام تھا۔ اس لیے انہوں نے اور نسخوں کی تلاش شروع کی۔ اور انڈیا آفس کے کتب خانے سے ایک نسخہ منگوایا جسے انہوں 1-1 کا نام دیا۔ یوں دونوں نسخوں کی مدد سے انہوں نے تدوین کا کام سرانجام دیا۔ انہوں نے اپنے اضافے () قوسین میں درج کیے۔ اصل نسخہ کو بالکل نہیں چھیڑا گیا مگر ضمانت کی وجہ سے اسے دو جلدوں میں تقسیم کر دیا۔ "مجمودہ نغز" کا متن یونیورسٹی کے متن پر مبنی ہے تاہم اس کے اختلاف نسخِ انڈیا آفس کے نسخے سے دیے گئے ہیں۔ جو عبارتیں 1-1 میں زائد ہیں انہیں متن میں قلابین [ ] میں درج کیا گیا ہے۔ اور جو عبارتیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

یونیورسٹی کے مخطوطہ میں زائد ہیں اُن کا تذکرہ حاشیہ میں کیا گیا ہے۔ دونوں نسخوں میں جہاں جہاں جگہ چھوٹی ہے۔ اُس کا تذکرہ بھی حاشیہ میں ہی کیا گیا ہے۔ انہوں نے مقدمے میں تفصیل سے نسخے کی کیفیت بیان کی ہے اور ثابت کرنے کی مکمل کوشش کی ہے کہ جس نسخے پر انہوں نے متن کی بنیاد رکھی ہے وہ مصنف کا ذاتی نسخہ رہا ہے۔ اس بات کی تائید کے لیے انہوں نے مثالوں کی مدد سے بھی دلائل پیش کیے ہیں۔

دیباچے میں انہوں نے مصنف کے حالات کے عنوان کے تحت میر قدرت اللہ قاسم کے حالات بھی پیش کیے ہیں اور درست حالاتِ زندگی تحریر کرنے کے لیے انہوں نے قدرت اللہ قاسم کے اپنے ترجمے اور مثنوی "کرامات پیران پیر" سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ اور واقعات و حالات کی روشنی میں اُن کی کل عمر کا بھی اندازہ لگایا ہے اس ضمن میں ڈاکٹر عظمت رباب لکھتی ہیں:۔

"اُن کے نانا کو امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر کی سرکار سے توسل تھا۔ قاسم کے نانا ہی ان کے کفیل تھے۔ نجیب الدولہ 1174ھ سے اپنی وفات 1184ھ تک دہلی میں رہے۔ ان تاریخی واقعات و حالات کی مدد سے شیرانی نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قاسم کا انتقال 1246ھ میں ہوا تو ان کی کل عمر تقریباً اسی (80) سال تھی۔"

آخر میں حافظ شیرانی نے مثالوں کے ذریعے ثابت کیا کہ "آب حیات" میں آزاد نے "مجموعہ نغز" سے خاصی خوشہ چینی کی ہے۔ ان کے بعض بیانات "مجموعہ نغز" ہی سے اثر انداز ہیں۔

حفظ اللسان معرف بہ خالق باری:

خالق باری 1944 میں انجمن ترقی اردو، ہند دہلی سے شائع ہوئی۔ جس کو حافظ محمود شیرانی نے مرتب کیا ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے وضاحت کی ہے کہ اس مرتب کتاب کے دو دیباچے ہیں۔ انہوں نے پہلے دیباچے میں اس بات کی تردید کی ہے کہ خالق باری امیر خسرو کی تصنیف ہے۔ دوسرے دیباچے میں انہوں نے انجمن ترقی اردو کے ایک مخطوطے کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ خالق باری کا اصل نام "حفظ اللسان" ہے۔ اور یہ ضیاء الدین خسرو کی تصنیف ہے۔ اس کا سن تصنیف 1031ھ ہے۔

"الغرض بارہویں صدی ہجری سے اب تک یہ غیر موجد بلکہ غلط عقیدہ عام طور پر ہمارے اذہان پر قبضہ پائے ہوئے ہے کہ خالق باری کے مالک حضرت امیر خسرو دہلوی ہیں۔"

حافظ محمود شیرانی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ "خالق باری" نصاب کی ایک کتاب ہے اور اس کا درجہ بہت بلند ہے۔ ساتھ ہی وہ چند مشہور نصابی کتابوں کا تعارف پیش کرتے ہیں جن میں "رسالہ منطق"، "قصیدہ در لغات ہندی"، "اللہ خدائی" اور "حمد باری" خصوصیات کے ساتھ قابل ذکر ہیں وہ مرتب کردہ کتاب "خالق باری" کئی بڑی جلدوں میں تھی اور ایک بھٹیاری کے بیٹے کے لیے لکھی گئی تھی۔ محمد امین چڑیاکوٹی نے بھی "جواہر خسروی" میں لکھا ہے کہ "خالق باری" میں کئی ہزار اشعار تھے اور انہوں نے اسے امیر خسرو سے منسوب کرتے ہوئے جو یہ دلیل دی ہے کہ ہندی مسکہ "جیتل" کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے اور جیتل کا چلن عہد خسروی سے آگے نہیں پایا جاتا ہے۔ اس دلیل کے جواب میں شیرانی نے تاریخی حوالوں اور اقتباسات سے یہ ثابت کیا ہے کہ امیر خسرو کی وفات کے بعد بھی اس لفظ کا استعمال موجود ہے مولانا کا دوسرا استدلال کہ قدیم محاورات کا استعمال "خالق باری" کا زمانہ تصنیف عہد خسروی میں متعین کرتا ہے تیسرے یہ کہ "خالق باری" کے مقطع یعنی آخری شعر میں لفظ خسرو موجود ہے۔ اس لیے یہ تصنیف امیر خسرو کی ہے۔

ے مولوی صاحب سرن پناہ   گدا بھکاری خسرو شاہ

اس حوالے سے شیرانی کا استدلال یہ ہے کہ پہلے مصرع میں مولوی صاحب کی ترکیب امیر خسرو کے عہد میں رائج نہیں تھی۔ معتبر قلمی نسخوں میں یہ شعر اس طرح درج ہے۔

ے خالق باری بھی تمام   دو جگ رہیا خسرو نام

شیرانی صاحب نے "خالق باری" کا تعارف اور اس کے حوالے سے معلومات بھی فراہم کی ہیں اُن کے مطابق اس کتاب کی تحریر کا مقصد فارسی زبان کی تعلیم دینا ہے۔اور بات کا پتہ اس بات سے ہی چلتا ہے کہ اس میں ہندی عنصر کم اور فارسی اور عربی الفاظ اور مرادفات کی کثرت ہے شیرانی تحقیق اور تدوین کے تقاضے بھی پورے کرتے ہیں ۔غیر جانبداری اور ایمانداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمیں اس کے نقائص پر بھی ایک نگاہ ڈالنی چاہیے۔"

خالق باری "امیر خسرو" کی تصنیف نہیں ہے۔اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:۔

"اس کتاب میں ہر قسم کی ترتیب کا التزام مفقود ہے۔ مضمون، الفاظ اور وزن میں کوئی ترتیب ملحوظ نہیں۔ہندی الفاظ کے درست تلفظ کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی۔ عربی، فارسی اور ہندی الفاظ کے مترادفات التزاماً نہیں دیے۔ کبھی فارسی عربی پر قناعت کرلی اور کبھی صرف ہندی الفاظ پر۔ پھر بھرتی کے الفاظ اس کثرت سے لائے گئے ہیں کہ الفاظ برائے "خالق باری" کا دقیق پہلو بن گئے ہیں۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر ہی وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ امیر خسرو اور خالق باری دو الگ شخصیات ہیں۔ مختلف امور میں ان کی معلومات مختلف ہیں جو امیر خسرو ع سے منسوب کرنا غلط ہے۔

"خالق باری" ایک مشہور و معروف نصابی کتب رہ چکی ہے۔اس لیے اس میں ترامیم اور اصلاحات بھی ہوتی رہی ہیں، حافظ محمود شیرانی نے 6 قلمی نسخوں کی مدد سے "خالق باری" کا متن ترتیب دیا ہے۔

نسخہ الف:۔

انڈیا آفس کے کتب خانے کا مخطوطہ ہے جو بے تاریخ ہے۔ مرتب نے اسے بنیادی نسخہ قرار دیا ہے۔ جو رسم الخط کے اعتبار سے قدیم ہے اور بارہویں صدی ہجری کے نصف اول کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے۔اشعار کی تعداد 235 ہے۔نون غنہ کا استعمال زیادہ ہے۔

نسخہ ب:۔

انڈیا آفس کا نسخہ ہے اشعار کی تعداد 136 ہے۔1134ھ کا مکتوبہ کا ہے۔

نسخہ ج:۔

ذاتی نسخہ بتاریخ کتابت 1135ھ ہے تعداد 155 ہے۔

نسخہ د:۔

ذاتی نسخہ، ناقص الطرفین، بارہویں صدی ہجری کے وسط کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے۔

نسخہ ہ:۔

انجمن ترقی اُردو کا نسخہ، اشعار تعداد 223 ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

نسخہ و:۔

سید نجیب اشرف کا مملوکہ نسخہ ہے۔ منظوم خاتمے میں کتاب کا نصاط ظریفی بتایا گیا ہے۔

حافظ محمود شیرانی حوالوں میں احتیاط کے قائل ہیں۔ وہ متن سے متعلقہ کتب تاریخ کے حوالے بھی درج کرتے ہیں اور تاریخی مثالوں سے اپنے دلائل دیتے ہیں اور ان کے ثبوت کے لیے مثالیں بھی تاریخ سے لیتے ہیں ان کا انداز استدلالی ہے۔

حافظ محمود شیرانی نے تدوین کی روایت کی جو بنیاد ڈالی اُس کے لیے اُردو ادب ہمیشہ اُن کا احسن مندر ہے گا۔

حواشی

1۔ "اُردو"(شیرانی نمبر)1980 ص:62

2۔ ایضاً ص:23

3۔ حافظ محمود شیرانی(مرتب) مجموعہ نغز قدرت اللہ قاسم نیشنل اکادمی، دریا گنج، دہلی 1973، ص:8

4۔ ایضاً ص:9

5۔ ڈاکٹر عظمت رباب، اُردو تدوین متن کے علمبردار: تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور 2016ء ص:14

6۔ حافظ محمود شیرانی(مرتب)حفظ اللسان معروف بہ خالق باری، انجمن ترقی ہند، دہلی "1944"م ص2

7۔ ایضاً ص:69

8۔ حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اُردو، قومی اُردو کونسل، نئی دہلی، 2005، ص:132